علمائے عرب کے فتاویٰ کی روشنی میں

www.KitaboSunnat.com

جشنِ یومِ آزادی

منانے کا

شرعی حکم

الشیخ عبدالرحمن ناصر البراک

الشیخ حامد بن عبداللہ أحمد العلی

فہم سلف کا ترجمان

راہ ایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

علمائے عرب کے فتاویٰ کی روشنی میں

جشن یوم آزادی منانے کا شرعی حکم

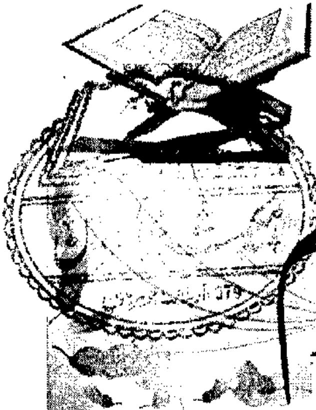

www.KitaboSunnat.com

الشیخ عبدالرحمٰن ناصر البراک

الشیخ حمود بن عبداللہ بن عقلاء الشعیبی

فہم سلف کا ترجمان

راہ ایمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	جشن آزادی منانے کا شرعی حکم
مفتیان کرام	:	الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک، الشیخ حامد بن عبداللہ احمد العلی
ناشر	:	راہِ ایمان
اشاعت	:	2010ء
تعداد	:	1100

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرف آغاز ...... آزادی یا بندگی

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ
رسولہٖ الامین

آزادی کے مد مقابل یوں تو غلامی کا لفظ آتا ہے اور 'غلامی' کا مفہوم عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ کوئی انسان یا گروہ، قوم یا نسل کسی دوسرے انسان، گروہ، قوم یا نسل کے ہاتھوں غلام بنا دی جائے۔ ایسی غلامی کو اسلام نے محدود کیا اور اس کے لیے زبردست قسم کے قواعد و ضوابط عطا کیے۔ آج اس طرز کی جسمانی غلامی ظاہری طور پر ختم ہو جانے کے باوجود حقیقی اعتبار سے فکری، معاشی، سیاسی اور ثقافتی غلامی میں تبدیل ہو چکی ہے۔ یعنی حقیقتاً غلامی کا خاتمہ نہیں بلکہ شکل تبدیل ہوئی ہے۔ لیکن یہ 'آزادی' اور 'غلامی' آج ہماری گفتگو کا موضوع نہیں اس کو ہم کسی اور وقت کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔

آج ہم جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ ہے 'آزادی' اور 'بندگی' یعنی ایسی 'آزادی' جس کا مقابل 'غلامی' نہیں بلکہ 'بندگی' ہے یا زیادہ واضح الفاظ میں ''بندگی رب'' اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کا اقرار و اعتراف جو اسلام کا سب سے پہلا سبق ہے اس اللہ وحدہ لاشریک کے لیے اپنے تمام عقلی افکار، اپنے قلبی جذبات، اپنی سفلی خواہشات، اپنی بصارت، اپنی سماعت، اپنی گفتار اور اپنے کردار حتی کہ پوری کی پوری زندگانی اور اپنی موت بھی ...... اپنا سب کچھ......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مالک کائنات کے سامنے تسلیم کردینا، جھکا دینا، اس کی مرضی کے تابع کردینا، اس کی وحی، اس کے پیغمبر، اس کی کتاب کے بتائے ہوئے راستے پر چلا دینا۔

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام : 162)

”کہہ دیجیے! کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت ایک اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔“

اور پھر صرف اتنا ہی نہیں کہ اس مالکِ کائنات، خالقِ ارض و سمٰوت، اللہ رب العالمین کی بندگی اختیار کرنا ہے بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے یا یوں کہیں کہ ایک قدم پہلے...... بندگیٔ رب کے علاوہ ہر قسم کی بندگی سے انکار کرنا ہے۔ ہر قسم کی بندگی کرانے والے جھوٹے معبودوں کی عبادت کا کفر کرنا ہے۔ عبادت کا تعلق قلبِ انسانی سے ہو یعنی محبت، خوف، امید و رجا، بھروسہ وتوکل یا اعضاء و جوارح سے ہو دعا و ندا، رکوع، سجدہ، طواف، اعتکاف، قربانی، ذبیحہ یا قوانین اور ضابطوں سے ہو، معاشرتی، معاشی یا سیاسی قواعد و ضوابط ہوں، جس کے مانے جائیں گے اس کی بندگی ہوگی۔ اور اسلام ہمیں ان تمام عبادات چاہے وہ قلبی ہوں، اعضاء و جوارح سے متعلق ہوں یا اطاعت سے صرف ایک اللہ رب العالمین کے لیے خاص کرنے اور باقی تمام جھوٹے معبودوں (طاغوت) سے بندگی کا انکار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد ہی یہی بتایا ہے۔

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (النحل : 36)

”اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (تاکہ دعوت دے) کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔“

﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا﴾ (البقرۃ : 256)

”جس شخص نے طاغوت کا کفر کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔“

بلکہ مسلمان ہونے کے لیے ہم جس کلمہ کا اقرار کرتے ہیں، تمام انبیاء جس کی تعلیم دیتے رہے اس کا معنی ہی یہی ہیں لا الـــه الا اللّٰــه ”کوئی عبادت کے لائق نہیں...... سوائے اللہ کے۔

یوں مسلمان ہونے کے لیے جو سب سے پہلی اور اہم ترین بات ضروری ہے وہ ہے بندگی اور عبادت مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دینا، اپنی نفسانی خواہشات، اپنے خام عقلی توہمات و مفروضات، اپنے جیسے انسانوں یا اپنے سے گئے گزرے جمادات -آگ، سورج، چاند، ستاروں-یا حیوانات- گائے، بندر- یا نباتات وغیرہ یا جنات اور فرشتوں اور نبیوں کی عبادت و بندگی کا انکار۔ بندگی کے مقابلے میں آج کی جدید جاہلیت 'آزادی' کا نعرہ بلند کرتی ہے۔ جیسا کہ شروع میں ذکر ہوا 'آزادی' سے ان کی مراد 'غلامی' سے آزادی نہیں بلکہ وہ 'بندگی' سے آزادی چاہتے ہیں۔ 'محبت' کے نفیس اور اعلیٰ جذبات اللہ رب العالمین کے لیے خاص کرنے کی بجائے عورت، دولت، شہرت پر بلکہ قوم اور رنگ و نسل پر نچھاور کرتے ہیں۔ قیام،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رکوع، سجدہ، ذبیحہ، دعاو ندا ہر سچے جھوٹے، معبود کے لیے روا رکھتے ہیں۔ قانون بنانے کا حق اللہ مالک الملک کی بجائے خواہشات و توہمات کے بندوں کی اکثریت کا حق مانتے ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ کی بندگی سے فرار اور انسان کی الوہیت کا اقرار 'آزادی' کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحی، کلام اللہ او رکتاب اللہ کی حکمرانی اور پیغمبروں کی اطاعت وفرمانبرداری سے اعراض اور خواہشات و توہمات اورشہوات وشبہات کی اور نفس و گمان کی پیروی کو 'آزادی' کہتے ہیں۔ اسی لئے آج کی جدید جاہلیت، کا کلمہ لا الہ الا الانسان (Man is the master of the universe) ہے۔

اسلام اس 'الوہیتِ انسانی' یا 'حاکمیتِ جمہور' کو خواہشاتِ نفسانی اور شہواتِ انسانی کی غلامی و بندگی قرار دیتا ہے۔

﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا﴾ (الفرقان : 43)

''آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے کیا آپ اسکے ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟''

یوں انسان 'آفاق' میں پھیلے بتوں کی پرستش سے ہزار کوشش کے بعد کسی حد تک چھٹکارا پا بھی سکے تو 'انفس' میں چھپے بتوں کی پرستش پر مائل ہو جاتا ہے۔ 'عبادت' اور 'بندگی' تو بھوک اور پیاس سے بھی پہلے انسانی فطرت ہے۔ اس سے 'آزاد' ہو کر تو کوئی انسان جی نہیں سکتا ہے۔ سچے معبود کی پہچان نہ ہو تو بندگی کے نفیس جذبات، پرستش کے افعال اور اطاعت...... آدمی جھوٹے معبودوں کے چرنوں میں ڈھیر کر دیتا ہے۔ 'بندہ' کو بندگی ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا ہے۔ حقیقی معبود کی کرے یا من گھڑت معبود تراشے۔

اسلام انسانوں کو 'آزادی' نہیں 'بندگی' کا سبق دیتا ہے۔ اور اللہ کے پیغمبر انسانوں کو جھوٹے معبودوں، طاغوتوں کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ خالق دو جہاں، مالکِ کائنات اور مدبر الامر، رب تعالیٰ کی ''بندگی'' کی طرف بلاتے ہیں۔ یہ فیصلہ ہمارا ہے کہ 'آزاد' رہنا ہے یا 'بندگی' اختیار کرنا ہے۔ پھر خالص اللہ کی بندگی اختیار کرکے موحد بننا ہے یا بندگی میں اللہ کا شریک ٹھہرا کر مشرک بننا ہے۔

جو فیصلہ ہم کریں گے، اس کے نتائج کے ذمہ دار ہوں گے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی!

((اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ عَبْدُكَ ، إِبْنُ عَبْدِكَ ، إِبْنُ أَمَتِكَ ! .))

''اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں تیرے بندے کا بیٹا اور تیری بندی کا بیٹا''

((نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُكَ ! .)) (أحمد)

''میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا حکم مجھ میں جاری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو پیدا ہی اپنی بندگی کے لیے کیا ہے۔

چنانچہ فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

(الذاریات : 56)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’اور جنوں اور انسانوں کو میں نے صرف اسی لئے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل کو اسی مقصدِ حیات کی یاد دہانی کے لیے مخلوق کی طرف بھیجا۔

ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے شاہِ رستم کے دربار میں اپنی دعوت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

((اَللّٰهُ اَبْعَثَنَا لِنُخْرِجَ النَّاسَ عَنْ عِبَادَةِ الْعِبَادَةِ اِلٰی عِبَادَةِ اللّٰهِ وَحْدَهٗ ، وَمِنْ ضِيقِ الدُّنْيَا اِلٰی سِعَةِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ، وَمِنْ جَوْرِ الْاَدْيَانِ اِلٰی عَدْلِ الْاِسْلَامِ .))

’’اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھیجا کہ ہم نکالیں انسانوں کو بندوں کی بندگی سے اللہ اکیلے کی بندگی کی طرف، دنیا کی تنگنائیوں سے دنیا و آخرت کی وسعت میں اور ادیان کے ظلم سے اسلام کے عدل کی طرف۔‘‘

’آزادی‘ کا نعرہ درحقیقت ایک دھوکہ ہے، فریب ہے، دجل ہے، جو انسانوں کو ایک گمراہی سے نکال کر دوسری ظلمت میں پھینک دیتا ہے، قدیم جاہلیت سے جدید جاہلیت کی طرف، اللہ تعالیٰ کی بندگی سے خواہشاتِ نفس کی بندگی میں لے جاتا ہے اور العلم، الروح یعنی وحی الٰہی کی پیروی اور اتباع سے نکال کر ظن و گمان اور توہمات و مفروضات کی پیروی، عقلِ انسانی، کثرتِ رائے اور انسانی حقوق کے خوبصورت پردوں میں کرواتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اوپر ذکر کیے گئے صحابی رسولؓ کے قول پر ذرا دیر کے لیے رکیے اور غور کیجیے۔فرماتے ہیں کہ ہم بندگان خدا کو بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی بندگی میں لانا چاہتے ہیں۔انسانیت کی اکثریت عام طور پر ماضی میں بھی اور حال میں بھی اپنے جیسے بندوں کی بندگی میں رہی ہے۔کبھی پیر، پروہت، پادری اور پنڈت اپنی پوجا کراتے ،کبھی بادشاہ ،سردار،احبار ورہبان اپنے حکم کے سامنے جھکاتے رہے۔ اور آج کی جدید جاہلیت اکثریت ، جمہوریت، سائنس،عقل ،عالمی اداروں اورسوشل سائنسز کے نام پر انسانوں کو اپنے جیسے انسانوں کے اھواء و ظنون کا جواء گردنوں میں ڈالنے پر مجبور کر رہے ہیں اورراغب کر رہے ہیں اور پھر اس کو آزادی کا نام دیتے ہیں۔'آزادیٔ افکار، آزادیٔ اظہارِ رائے ،آزادیٔ نسواں، آزادیٔ قوم وملک۔

اسلام ان انسانی خواہشات اور توہمات کو،وہ آباء واجداد کی روایاتِ رسوم ورواج پر مبنی ہوں یا فلاسفہ ومفکرین اور ماہرین مذاہب کے خیالات پر مشتمل ہوں۔ العلم، الروح یعنی وحی الٰہی کی میزان میں تولتا ہے۔ جو بات وحی الٰہی ،کلامِ الٰہی، یا سنتِ نبویؐ سے اخذ ہو یا اجماع اور قیاس سے حاصل کی جائے یا پھر میزان میں پوری اترتی ہو، وہی قابلِ قبول ہوگی اور باقی سب ردّ اور مردود۔

آباء واجداد کی روایات ہوں یا مذہبی پروہتوں کی محرفات، نفسانی خواہشات کی خرافات ہوں یا خام عقلی تصورات ونظریات، انسان فرد واحد ہو یا اکثریت کی پیروی ان سب کو اسلام اصر و اغلال سے تعبیر کرتا ہے۔ اور انسانی قلب وعقل اور اجسام و ارواح پر پڑے ان بوجھوں کو اتارنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے جھگڑتا ہے اور انسان کو زر، زن اور زمین کی محبت سے نکال کر زر، زن اور زمین کے خالق و مالک کی محبت کی طرف دعوت دیتا ہے۔

یہاں ایک بات اور قابل ذکر ہے کہ جاہلیت جدیدہ کے ان اھواء و ظنون کو بعض مسلمان دانشور اور مفکرین اسلام کے ساتھ جوڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً اسلام تو خود آزادی...... آزادیٔ فکر و عقیدہ، آزادیٔ اظہارِ رائے، آزادیٔ نسواں، آزادیٔ ملک وقوم کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔

مگر حقیقت میں یا تو وہ خود التباس کا شکار ہوتے ہیں یا مسلمانوں کو خلط مبحث میں ڈال کر گمراہ کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔ جہاں تک بات ہے آزادیٔ فکر و عقیدہ کی، تو اس میں کیا شک ہے کہ اسلام 'لا اکراہ فی الدین' کی تعلیم دیتا ہے لیکن ساتھ ہی قرآن اور پیغمبرؐ اسلام، ایمان اور توحید کو 'الحق' قرار دیتے ہیں اور غیر اسلام کو کفر، شرک اور ظلم قرار دیتے ہیں، ''باطل'' قرار دیتے ہیں یوں دنیا میں انسان عقیدہ وفکر کی بنا پر دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں ''اہل حق'' اور ''اہل باطل'' اور آخرت میں بھی اسی بنا پر ''اہل جنت'' اور ''اہل دوزخ'' میں تقسیم ہوں گے۔

جبکہ جاہلیتِ جدیدہ، آزادیٔ فکر وعقیدہ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ ہر عقیدہ اختیار کرنا انسان کا بنیادی حق ہے وہ اسلام کو مانے یا غیر اسلام کو، توحید کو قبول کرے یا شرک کو، مسجد بنائے یا مندر بنائے، بت کو پوجے یا صلیب کو یا سرے سے کسی خدا اور اس کی بندگی کا منکر بن جائے یہ سب ہی حق ہے اور انسان کا بنیادی حق لہذا اس عقیدہ وفکر کی بنا پر انسانوں کی تقسیم 'ناحق' ہے کوئی عقیدہ 'الحق' یا 'باطل' نہیں، سب ہی برابر ہیں۔ (مساوات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدر پر آئندہ کسی مجلس میں تفصیل سے بات کرینگے۔ ان شاءاللہ)

'آزادیٔ اظہارِ رائے' کو بھی بعض لوگ اسلام کی دین قرار دیتے ہیں۔ کہ ایک بھری مجلس میں ایک عام آدمی خلیفۃ المسلمین کا احتساب کرنے کی جرات رکھتا تھا۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ توہینِ رسالت کے مجرم کی گردن اڑا دینا بھی اسلام کی تعلیم ہے۔ اور خاکے بنانے والوں کو آج کی جاہلیتِ جدیدہ 'آزادیٔ اظہارِ رائے' کا نام دیتی ہے۔ الفاظ ایک ہی ہوں تب بھی معنی مختلف ہو سکتے ہیں۔

'آزادیٔ نسواں' جاہلیتِ جدیدہ کی نظر میں 'عورت' آزاد ہے، اپنی مرضی کی خود مالک ہے، اپنے جسم کی بھی، چاہے طوائف کا پیشہ اختیار کرے، ایک سے زیادہ مردوں سے جنسی تعلقات بیک وقت قائم رکھے۔ عورت، عورت سے شادی رچائے، سب کچھ 'قانونی' ہے، جائز ہے، عورت کا بنیادی حق ہے، آزادیٔ نسواں کی علامت ہے۔

اسلام 'بندگی' کا حکم دیتا ہے مرد 'آزاد' ہے نہ 'عورت' جسے الحق کی تلاش ہے وہ اپنے نفس کو اپنے رب کے سپرد کر دے، اپنی مرضی اور خواہش اور چاہت اور فکر کو اللہ اور اس کے رسول کی مرضی سے سامنے جھکا دے۔

'آزادیٔ قوم و ملک' یعنی جس خطے پر جو قوم بستی ہے، وہ خطہ اسی قوم کی مِلک ہے، وہاں اس کی منشا و مرضی چلے گی، وہاں کی اکثریت جو چاہے کر گذرے البتہ یہ آزادی بھی بنیادی حقوق، اقوام متحدہ کے چارٹر وغیرہ کے ماتحت ہوگی۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ فرد اپنے جسم اور قوم اپنے ملک کی خود مالک نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ یہ اللہ کی امانت ہے ،فرد اپنے جسم پر اللہ کا حکم جاری کریگا اور قوم اپنے ملک پر خدا کی مرضی!

'آزادی' 'بندگی' کی ضد ہے ہم مسلمان ہیں 'آزاد' نہیں۔اپنے رب کے بندے ہیں اللہ کو رب مان کر خوش ،محمد ﷺ کو نبی مان کر مطمئن اور اسلام کو دین جانتے ہوئے اطاعت گزار۔

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ ، لاَاِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَعْدِكَ مَا اِسْتَطَعْتُ .)) (صحیح البخاری : 150/7)

" اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جس قدر طاقت رکھتا ہوں۔"

آیئے سوچیں! ہمیں کیسی زندگی بسر کرنا ہے؟من چاہی! جگ چاہی! یا رب چاہی۔

(محمد عمران صدیقی)

❀❀❀❀

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرف مدعا

آزادی کا اسلامی تصور

آزادی کا اسلامی تصور یہ ہے کہ انسان پر صرف اس کے رب کا حکم چلے اور وہ انسانوں کی غلامی (اطاعت و بندگی) سے نکل کر صرف اللہ کا بندہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلّٰهِ] (الانعام ٥٧) ''حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے۔''...... صرف اسی کو یہ حق ہے کہ جیسا چاہے حکم دے [إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ] (المائدہ: ١) ''اللہ جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔''...... اس کے حکم کی اطاعت فرض ہے اس لیے کہ انسان کی تخلیق کا مقصد ہی اللہ کی بندگی (غلامی) کرنا ہے: [وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ] (الذاریت ٥٦) ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔''...... انسان صرف اللہ کا بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے، وہ کسی مخلوق کا بندہ نہیں۔ کسی جن و انس اور شجر و حجر کو انسانوں پر حاکمیت مطلقہ حاصل نہیں، حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے اپنی بندگی کروائیں: [مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُواْ عِبَاداً لِّي مِن دُونِ اللّٰهِ وَلَكِن كُونُواْ رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ] (آل عمران: ٧٩) ''کسی شخص کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ حق نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت اور نبوت عطا کرے، پھر وہ لوگوں سے یہ کہے اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ تم اللہ والے بن جاؤ کیونکہ جو کتاب تم لوگ ان کو سکھلاتے ہو اور خود بھی پڑھتے ہو (اس کی تعلیم کا یہی تقاضا ہے)۔" رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے احکامات تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں، ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔[وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلاَّ لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّهِ] (النساء ٦٤) "اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے، صرف اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔" اس لیئے نبی کی حیثیت سے وہ جو حکم بھی دیں اس پر چوں و چرا کرنے کا کسی کو حق نہیں:[فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً۔] (النساء ٦٥) "تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام تنازعات میں آپ کو حَکَم تسلیم نہ کریں پھر آپ جو فیصلہ کریں اس کے متعلق اپنے دلوں میں گھٹن بھی محسوس نہ کریں اور اس فیصلہ پر پوری طرح سر تسلیم خم کر دیں۔"...... اسلام کا مطالبہ ہے کہ انسان نہ خواہشات نفس کا بندہ ہو اور نہ ہی اپنی یا غیر ملکی قوم کی حاکمیت کا پھندا اس کی گردن میں باقی ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی گردن سے غیر اللہ کی اطاعت کا قلادہ اتار پھینکا اور بتا دیا کہ جو لوگ اپنے مولویوں، پیر فقیروں، پنڈتوں اور دنیاوی حکمرانوں کو حلال و حرام مقرر کرنے کا اختیار دیتے ہوئے ان کی غیر مشروط اطاعت (غلامی) کرتے ہیں، وہ حقیقت میں انہیں اللہ کی بجائے رب بناتے ہیں۔[اتَّخَذُواْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ] (التوبہ ۳۱) ”انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انہیں حکم یہ دیا گیا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔“

دوسرے الفاظ میں یوں کہیے کہ اسلام کے نزدیک ہر معاملے کو چاہے سیاست ہو، معیشت ہو، ثقافت ہو یا معاشرت غیر اللہ کی غلامی سے آزاد کر کے اللہ رب العالمین کے سپرد کرنا ہی اصل آزادی ہے۔ یہ آزادی ہر فرد اور ہر قوم کا پیدائشی حق ہے۔ یہی بات یوسف علیہ السلام نے جیل کے ساتھیوں سے یوں فرمائی:

﴿يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

(یوسف: ۳۹،۴۰)

”اے میرے قید کے ساتھیو! بھلا کئی جدا جدا آقا اچھے یا (ایک) اللہ یکتا و غالب؟ اللہ کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو وہ تو ایسے نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ لیے ہیں ان کے لیے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ اللہ کے سوا یہاں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کسی کی فرماں روائی نہیں اس نے یہی حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو یہی دین حق ہے لیکن اکثر لوگ یہ باتیں نہیں جانتے۔"

البتہ اسلام انسانوں کی آزادی کی حدود مقرر کرتا ہے، ان مقرر کردہ حدود کی پابندی آزادی کے منافی نہیں۔ اپنی حدود میں رہتے ہوئے ہر چیز کو بڑھنے پھولنے کی اجازت ہے لیکن اگر تمام حدوں کو پھلانگ کر اپنی مرضی کی جائے تو تباہی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اسلام آزادی کے نام پر روشن خیالی، بے حیائی اور بے غیرتی پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ ہر ممکن طریقے سے اسے روکتا ہے۔ کیونکہ ایسی آزادی انسانیت کو ہلاک کر دیتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی حدود میں سستی کرنے اور انہیں توڑنے والوں کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے، جو ایک کشتی (بحری جہاز) پر سوار ہوتے ہیں اور قرعہ اندازی کے ذریعے اپنی اپنی جگہ متعین کر لیتے ہیں، کچھ لوگ کشتی کے نچلے حصہ میں اور کچھ اوپر والے حصہ میں چلے جاتے ہیں وہ لوگ جو نچلے حصے میں ہیں وہ پانی لے کر اوپر والوں کے پاس سے گزرتے ہیں، تو انہیں اس کی تکلیف ہوتی ہے (جس کی بنا پر اوپر والے نیچے والوں کو اوپر آنے سے روک دیتے ہیں) جس پر نیچے والے کلہاڑا لے کر کشتی میں سوراخ کرنا چاہتے ہیں تاکہ سمندر کا پانی حاصل کر لیں۔ اوپر والے کہتے ہیں کہ تم کیا کر رہے ہو، وہ جواب دیتے ہیں کہ تمہیں ہمارے آنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پانی کی ہمیں بھی ضرورت ہے۔ (اس لیئے ہم کشتی کی تہہ میں سوراخ کررہے ہیں) اگر وہ ان کا ہاتھ روک لیں تو انہیں بھی بچائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے اور خود بھی بچ جائیں گے اور اگر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں گے تو انہیں ہلاک کر ڈالیں گے اور خوب بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ (صحیح بخاری)

کیا ہم آزاد ہیں؟

تحریک قیام پاکستان کے وقت مطلب پرست سیاست دانوں اور قوم پرست علماء نے عوام کے دینی جذبہ کو استعمال کیا اور اپنے سیاسی مقاصد کے لئے ان کو ایک غلامی سے دوسری غلامی کی طرف دھکیل دیا بجائے اس کے کہ اسلام کے بنیادی تصورات اور مفہومات میں جو انحراف آیا اس کی اصلاح کرتے۔ کام کا اغاز اس بات سے کرتے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مفہوم کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ نواقض اسلام کون سے ہیں؟ کلمہ کی شروط کیا ہیں؟ مگر افسوس! ایسا نہ ہوا، لوگوں کو اکھٹا کرنے کے لیئے ان میں مؤثر پروگراموں اور جذباتی تقاریر کے ذریعے ولولہ اور جوش پیدا کیا گیا تا کہ ایک دفعہ اقتدار پر قبضہ کیا جائے۔

اور نعرہ یہ دیا گیا کہ...... پاکستان کا مطلب کیا...... لا الٰہ الا اللہ......

بھٹو کے خلاف اٹھنے والی تحریک میں بھی لوگوں نے نظام مصطفیٰ کے قیام کا نعرہ لگایا۔

اسلام کے بنیادی تصورات کی اصلاح اس لیئے بھی نہیں کروائی گئی کہ ہر قسم کے نظریات کے لوگ ہمارے ساتھ شامل رہیں اور ایسا کرنے کے لیئے ہر قسم کے منحرف نظریات کے حاملین کو اکابرین کی صف میں جگہ دی گئی۔ عوام کو اکھٹا کرنے اور انہیں قافلے میں لے کر چلنے سے اسلام کے اساسی مسئلہ لا الٰہ الا اللہ کے مفہوم کی عوامی تعبیر پر ان تحریکوں اور ان کے بعد ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریعے حاصل ہونے والے جزوی مقاصد سے مہر ثبت ہوگئی۔

اس سرزمین کے حصول کے لیے جو قربانیاں دی گئیں وہ بھی بغیر سوچے سمجھے دی گئیں...... پاکستان کا مطلب کیا ...... لا الٰہ الا اللہ۔ اگر یہی مطلب تھا تو جو لا الٰہ الا اللہ کو نہیں مانتے تھے...... یعنی جنہوں نے کلمہ پڑھنے کے بعد مرزا قادیانی کو نبی مان لیا یا کلمہ پڑھنے کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا اور حاجت روا مان کر یا علی مدد کے نعرے لگائے یا کلمہ پڑھنے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے نور کا ٹکڑا مانا...... وہ کیسے اس تحریک لا الٰہ الا اللہ میں شامل ہو گئے؟! گویا تحریک چلانے والوں کو بھی لا الٰہ الا اللہ کا مطلب معلوم نہ تھا۔ بس لوگوں کو جذباتی کر کے کلمہ کے مفہوم کا شعور پیدا کیے بغیر یہ ملک لے لیا...... نتیجہ کیا نکلا ملک تو مل گیا پر ''اسلام'' نہ آیا۔

اس وقت سید ابوالاعلی مودودی اور ان کے رفقا نے بہت اچھے انداز میں اس تحریک کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

> ''ایک قوم کے تمام افراد کو محض اس وجہ سے کہ وہ نسلاً مسلمان ہیں حقیقی مسلمان فرض کر لینا اور یہ اُمید رکھنا کہ ان کے اجتماع سے جو کام بھی ہوگا---- اسلامی اصولوں ہی پر ہوگا پہلی اور بنیادی غلطی ہے۔ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے 999 فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں اور نہ ہی ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے یہ مسلمان ہیں نہ انہوں نے حق کو حق جان کر قبول کیا اور نہ باطل کو باطل جان کر ترک کیا ہے۔ اُنکی اکثریت رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ اُمید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستے پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابل داد ہے۔" (تحریک آزادی ہند اور مسلمان حصہ دوم ص 140)

"پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت اِلٰہیہ قائم ہو جائے گی ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس نتیجے میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔ اس کا نام حکومت الٰہیہ رکھنا اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے۔"

(تحریک آزادی ہند اور مسلمان ص 142)

"مسلمان ہونے کی حیثیت میں میرے لیے اس مسئلہ میں بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ ہندوستان میں جہاں مسلم کثیر التعداد ہیں وہاں ان کی حکومت قائم ہو جائے میرے نزدیک جو سوال سب سے اقدم ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے اس پاکستان میں نظام حکومت کی اساس اللہ کی حاکمیت پر رکھی جائے گی یا مغربی نظریہ جمہوریت کے مطابق عوام کی حاکمیت پر؟ اگر پہلی صورت ہے تو یقیناً یہ پاکستان ہوگا ورنہ بصورت دیگر یہ ویسا ہی "ناپاکستان" ہوگا جیسا ملک کا وہ حصہ جہاں آپ کی اسکیم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابق غیر مسلم حکومت کریں گے۔ بلکہ اللہ کی نگاہ میں یہ اس سے زیادہ ناپاک ، اس سے زیادہ مبغوض و ملعون ہوگا کیونکہ یہاں اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے وہ کام کریں گے جو غیر مسلم کرتے ہیں۔ اگر میں اس بات پر خوش ہوں کہ یہاں رام داس کی بجائے عبداللہ خدائی کے منصب پر بیٹھے گا تو یہ اسلام نہیں ہے۔ بلکہ نرا نیشنلزم ہے اور یہ مسلم نیشنلزم بھی اللہ کی شریعت میں اتنا ہی ملعون ہے جتنا ہندوستانی نیشنلزم۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے میری نگاہ میں اس سوال کی بھی کوئی اہمیت نہیں کہ ہندوستان ایک ملک رہے یا دس ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے تمام روئے زمین ایک ملک ہے۔ انسان نے اس کو ہزاروں حصوں میں تقسیم کررکھا ہے۔ یہ اب تک کی تقسیم اگر جائز تھی تو آئندہ مزید تقسیم ہو جائے تو کیا بگڑ جائے گا۔ یہ کون سا ایسا بڑا مسئلہ ہے جس پر مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی غور و فکر میں اپنا وقت ضائع کریں؟

مسلمان کو تو صرف اس چیز سے بحث ہے کہ یہاں انسان کا سر اللہ کے حکم کے آگے جھکتا ہے یا حُکمُ النَّاسِ کے آگے۔ اگر اللہ کے حکم کے آگے جھکتا ہے تب تو اسے اور زیادہ وسیع کیجئے ہمالیہ کی دیوار کو بیچ میں سے ہٹایئے۔ سمندر کو بھی نظر انداز کردیجیے تاکہ ایشیا، افریقہ اور امریکہ سب ہندوستان میں شامل ہوسکیں اور اگر یہ حُکمُ النَّاسِ کے آگے جھکتا ہے تو جہنم میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے ہندوستان اور اس کی خاک کا پرستار۔ مجھے اس سے کیا
دلچسپی کہ یہ ایک ملک رہے یا دس ہزار ٹکڑوں میں بٹ جائے۔
اس بت کے ٹوٹنے پر تڑپے وہ جو اسے معبود سمجھتا ہو مجھے تو اگر
کہیں ایک مربع میل کا رقبہ بھی مل جائے جس میں انسان پر اللہ
کے سوا کسی اور کی حاکمیت نہ ہو تو میں اس کے ایک ذرہ خاک کو
ہندوستان بھر سے زیادہ قیمتی سمجھوں گا۔'' (تحریک آزادی ہند)

اور عملاً بھی ایسا ہی ہوا ۱۹۴۷ء میں لوگوں نے پاکستان کو ہندو کے تسلط سے آزاد کروا کر سیاسی، معاشرتی، معاشی، ثقافتی اور ذہنی طور پر اہل مغرب کی غلامی اختیار کر لی۔

یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ

آج جس سرزمین سے محبت کے اظہار میں آزادی کا جشن منایا جاتا ہے۔ وہ سرزمین آزادی کے اسلامی تصور کو چھوڑ کر مغربی لبرل ازم کے تصور آزادی کو اپنا چکی ہے کہ: ''انسان ہر قید و شرط سے آزاد ہو، اس کے سامنے کہیں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور جو اس کے جی میں آئے کرے۔ بس اتنا ہے کہ کسی بھی انسان کی آزادی سے دوسرے کی آزادی کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے اور اس سے دوسروں کے مفادات خطرے میں نہیں پڑنے چاہئیں۔''

چنانچہ مغربی تصور آزادی کو اپنانے کی وجہ سے آج ہمارے ملک میں اسلام نافذ نہیں۔ ذرا بتایئے کہ

☆ جس سرزمین پر نہ تو اللہ کا دین نافذ ہو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی حدود قائم ہوں، جس سرزمین پر شرک کے اڈے یعنی مزارات قائم ہوں مزارات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی دیکھ بھال کے لیے حکومت نے محکمہ اوقاف قائم کر رکھا ہو جس کا وزیر پاکپتن کا بہشتی دروازہ کھولتا ہو تا کہ لوگ وہاں سے گزر کر بہشتی بن جائیں!!

☆ اور جس سرزمین پر کبھی شیعہ اور سیکولر حکومت کریں، مرزائی وزیر بنائے جائیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی حکومتیں اسلامی نہیں بلکہ کفار کی حکومتیں ہیں۔ یہ حکومتیں اللہ کے دین کی بجائے انگریز کا قانون نافذ کرتی ہیں۔ اور سرزمین پر سود کی بڑی بڑی عمارات پر مسلم بنک کا لیبل ہے..... گویا انہوں نے سود کا حلال ہی کر لیا۔ اور جس سرزمین پر فحاشی کے اڈوں سینما گھر اور ویڈیو سنٹرز کو قانونی تحفظ حاصل ہو اور فلم بھی ایک انڈسٹری یعنی صنعت ہو ..... جیسے کپڑے بنانے کی انڈسٹری، یعنی لوگوں کا جائز کاروبار ہو۔

☆ جس سرزمین پر قانون وہ ہے جسے اسمبلی کی اکثریت پاس کرے۔ شریعت بھی اگر ملک کا قانون بننا چاہتی ہو تو اسے شریعت بل کی شکل میں ایوان کے اندر پیش کرنا ہوگا۔ اگر قومی اسمبلی کی اکثریت نے تائید کر دی تو وہ پاس ہوگی۔ یعنی مرضی اللہ کی نہیں بلکہ اسمبلی کی اکثریت کی چلتی ہے۔

☆ جس سرزمین پر اسمبلی سے پاس کیے ہوئے (خودساختہ) قانون کے مطابق عدالتیں فیصلہ کرتی ہیں اور اس قانون کو پڑھانے کے لیئے لا کالج Law College موجود ہیں۔ اس قانون کو پڑھانے اور چلانے والوں کو حکومت تنخواہ دیتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس سرزمین کے حکمرانوں کا اسلام کے بارے میں نظریہ یہ ہو کہ:

1) اسلامی سزائیں وحشیانہ سزائیں ہیں۔

2) سوشلزم ہماری معیشت ہے۔

3) ایک حکمران نے اپنے دائیں بائیں کتے رکھ کر تصویریں بنوائیں اور کہا کہ میرا آئیڈیل اتاترک ہے۔

4) ایک اور حکمران نے کہا میں شراب پیتا ہوں، لیکن غریبوں کا خون تو نہیں پیتا۔

ایسی سرزمین سے محبت کے اظہار میں جشن آزادی منانا کیسے درست ہے؟

(ڈاکٹر سیّد شفیق الرحمٰن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوم آزادی کا فلسفہ

استفتاء:...... فضیلۃ شیخ حامد العلی حفظہ اللہ! یوم آزادی منانے کی بابت آپ کا فتویٰ درکار ہے؟

یوم آزادی کا تہوار کبھی تو محض آزادی پانے کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے اور کبھی اس وجہ سے کہ اُس دن وطن عزیز کسی استعماری ملک کی غلامی سے انقلاب کے ذریعے یا بغیر انقلاب کے آزاد ہوا تھا۔ نیز ہمیں اس بارے میں بھی آپ کی رائے درکار ہے کہ یوم آزادی کی تقریب مناتے ہوئے اگر ہر قسم کی معصیت سے اجتناب کیا جائے اس میں نہ تو مردوں عورتوں کا اختلاط ہو اور نہ ہی موسیقی کا استعمال' تو کیا پھر بھی یوم آزادی منانے میں مضائقہ ہے؟

مجھے یہ سوال اٹھانے کی اس لیے بھی اہمیت نظر آئی کہ ایک اسلامی ویب سائٹ میں ایسا ہی سوال پوچھا گیا ہے۔ ویب سائٹ میں کہا گیا ہے کہ یوم آزادی منانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان کہ جاہلی تہواروں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں دو عیدیں (اجتماعی خوشی کے لیے) منانے کی نعمت سے نوازا ہے۔ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان دینی تہواروں کی (بغرض عبادت) تحدید سے متعلق ہے' اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اکٹھے ہو کر خوشی منانے کے عمومی اجتماعات منع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اس لیے ایسے اجتماعات میں خوشی کی غرض سے شریک ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

جواب: ......الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبعد!

سب سے پہلے ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ یوم آزادی کا فلسفہ کیا ہے اور اس تہوار کی اصل حقیقت کیا ہے۔

کیا یوم آزادی کے تہوار کا تعلق انسان کے نظریہ حیات اور طرز زندگی سے ہے یا نہیں؟

اور یہ کہ اسلامی عقیدہ میں یوم آزادی منانے کو عید جیسے تہواروں کی طرح سمجھا جاتا ہے تو کیوں؟

اور کیا یوم آزادی کا تہوار محض اپنی حقیقت میں اتنا محدود مفہوم رکھتا ہے کہ جسے استعماری ملک کی غلامی سے آزادی کی ایک یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔

اور یہ کہ اس کے پیچھے اور کوئی ایسا تصور یا فلسفہ نہیں جس سے اسلامی شریعت کی مخالفت لازمی آتی ہو۔

معزز قارئین؛ یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ یوم آزادی کا تصور انقلاب فرانس کا شاخسانہ ہے۔ یوم آزادی کا ایک مکمل فلسفہ ہے' اس کا انسان کے نظریہ حیات سے تعلق بنتا ہے اور معاشرے میں اس تہوار کا منایا جانا ملک کی سیاست پر گہرے اثرات ڈالتا ہے۔

انقلاب فرانس تاریخ انسانی کا وہ پہلا انقلاب ہے جو یورپ کی تاریخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جدید میں 'دین' کے خلاف برپا ہوا تھا۔ یوم آزادی کا تصور اس سے پہلے دنیا میں کہیں نہیں پایا جاتا تھا۔ خود قدیم یورپ کی تاریخ اس نظریہ سے خالی ہے۔

یہ درست ہے کہ انسان ہمیشہ ہی اپنے خطے سے تعلق داری قائم رکھتا رہا ہے' اپنے خطے کا دفاع بھی انسانی فطرت کا حصہ رہا ہے کیونکہ انسان کے مفادات اس سرزمین سے جڑے ہوتے ہیں مگر وطن سے عقیدت کا نیا تصور' جس نے انقلاب فرانس سے جنم لیا ہے' انسانی تاریخ میں غیر معروف رہا ہے۔ یوم آزادی منانے کا فلسفہ دین سے بغاوت پر قائم ہے۔ تاریخ انسانی میں وطن سے محبت کبھی بھی اتنے درجے پر نہیں پہنچی تھی کہ دین کا بدل بن جائے۔ اپنی سرزمین سے محبت انسان کی ولاء (دوستی) اور براء (دشمنی) کی بنیاد نہیں ہوا کرتی تھی۔ انسانیت کو یہ سوغات انقلاب فرانس کے بعد ملی ہے۔

(دین کی بجائے) وطن سے عقیدت کا نظریہ فرانس سے نکل کر پوری دنیا میں پھیل چکا ہے...... اب ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دستوری ملکوں میں وطنیت کا عقیدہ بنیادی اور مرکزی محور کی حیثیت لے چکا ہے۔

گزشتہ صدی میں جب اسلامی خطے مغربی استعمار میں چلے گئے تو مغربی قوتوں نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں وطن سے عقیدت اور وطن پرستی کو رواج دیا اور اس طریقے سے وہ مسلمانوں کی وحدت کو خطے کی بنیاد پر توڑنے میں کامیاب ہو گئے۔

نظریہ وطن تین بنیادوں پر قائم ہے:

(الف)...... ہر وطن کا محدود حدود اربع (جغرافیہ) ہوتا ہے۔ جہاں کسی ملک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں وہیں تک ان کی ولاء اور براء کی حد ہوتی ہے۔ اِن سرحدوں کے اُس پار خواہ کسی ملک پر کیسے ہی حالات ہوں دستوری لحاظ سے اس وطن کے شہری دوسرے وطن کی کوئی مدد اور نصرت (جنگ کی حالت میں) نہ کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ اس جغرافیائی حد بندیوں کے بعد ''جہاد طلب'' (دوسرے علاقوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد) کا باب ہی بند ہو جاتا ہے جو دین اسلام کے ایک متفقہ اصول کے خلاف ہے۔ وطنیت کی رو سے ہر ملک صرف اپنے حدود اربع کے دفاع کا حق رکھتا ہے اور کوئی ملک بھی اپنی سرحدوں میں اضافہ نہیں کر سکتا۔

(ب)......وطن کو تقدس حاصل ہے اور مقدس ہونے میں وطن کا درجہ دین سے 'اولیٰ' اور 'ارفع' ہے۔

وطن کے تقدس کے نظریے کی رو سے اگر مسلمان اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کسی 'وطن' کے حدود اربع میں جہاد کرتے ہیں 'تو شہریوں پر ایسے مجاہدین اسلام کے خلاف وطن کا دفاع کرتے ہوئے جنگ کرنا واجب ہو گا۔

(ج)...... ولاء (دوستی، محبت، نصرت اور حالت جنگ میں باہمی اتحاد) کا دائرہ محدود حدود اربع میں مقیم اہل وطن کے شہریوں سے باہر نہیں ہو گا۔ اِس نظریے میں وطن کی بنیاد پر دوستی اور محبت کا نظریہ اللہ اور اس کے رسول سے دوستی اور محبت کے مقابلہ میں زیادہ قوی تر ہوتا ہے۔ بنابریں جدید وطن کا شہری اس بات کا پابند سمجھا جاتا ہے کہ وہ اپنے ہم وطن کافر سے ایک ایسے مسلمان سے زیادہ محبت رکھے گا جو دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وطن (ملک) کا شہری ہے۔

نظریہ وطن کے فلسفہ اور تاریخ سے آگاہ ہونے کے بعد آپ کہہ سکتے ہیں کہ وطن کا جدید تصور اللہ کی طرح (الٰہ)' معبودٗ ہے جس کا اپنا (ضابطہ قانون) دین ہے جس کی پیروی کرنا واجب ہے۔ کسی بھی ملک کی شہریت حاصل کرنے کے لیے یا کسی ملک کا شہری ہونے کے ناتے یہ میثاق (ایمان) لیا جاتا ہے کہ شہری تمام موجودہ اور آئندہ مرتب کردہ دساتیر اور قوانین کا احترام کریں گے' انہیں مقدس سمجھیں گے اور ہر شہری دستوری حقوق سے فائدہ اٹھانے کے لیے ملکی قوانین کی مکمل اطاعت کرے گا۔

نظریہ وطن اسلامی عقیدے اور بنیادوں کو منہدم کرنے والا ہے' اسلامی اخوت کے تصور کو پارہ پارہ کرتا ہے' شریعت کو منسوخ کرتا ہے اور اس کی بجائے جغرافیائی بنیاد پر تعصب کا بیج بوتا ہے۔ یہ عقیدہ مسلمانوں کی وحدت توڑ کر دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کو کمزور کرنے والا ہے' اور مسلمانوں پر جو ذلت مسلط ہے اسے بڑھانے والا ہے۔

مقام تعجب ہے کہ جس اجنبی تصور (وطنیت) کی وجہ سے ہم تباہ ہوئے ہیں اسے عیدین کی طرح ملکی سطح پر ایک تہوار کی صورت میں منایا جائے۔

دوسرا مقام تعجب اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ: صہیونیوں نے جب اپنے لیے ایک خطہ رہنے کو حاصل کیا تو اس کی بنیاد وطن پر نہیں رکھی بلکہ اسرائیل نے 'ہم عقیدہ نفوس کا خطہ' ملکی بنیاد قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیل کا کوئی مدون دستور نہیں ہے۔

قارئین کرام دستور تو اس وقت بنایا جاتا ہے جب ایک حدود واربع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مقید نفوس دوسرے ہم عقیدہ نفوس سے لاتعلق ہو جائیں۔ صہیونیوں کی ولاء وطن سے ارفع' دین اور مذہب کی بنیاد پر ہے۔ اسرائیل میں وارد ہونے والا ہر نفس اگر وہ یہودی ہے؛ شہری حقوق کی ضمانت پا لیتا ہے؛ بغیر کسی کاغذی یا دفتری کارروائی کے۔

برادران اسلام؛ وطن کا نظریہ تو اب اپنی جنم بھومی میں ہی آخر کار رخصت ہو چکا ہے۔ یورپی دستوری ممالک 'پان یورپ' (وسیع تر) کے نظریے سے منسلک ہو رہے ہیں۔ وطن سے محبت کا فیشن پرانا ہو گیا ہے۔ بلا شبہ متحدہ یورپ مدمقابل عدو کے زیادہ مضبوط ہوگا بنسبت وطن کے محدود تصور سے چمٹے رہنے کے۔

جہاں تک عربی ممالک کا تعلق ہے' تو عربی ممالک بھی اسی وطنیت کی بنیاد پر قائم ہیں جس کا تعارف ہم گزشتہ سطور میں پڑھ آئے ہیں۔ وطن کے تصور کو بنیاد بنا کر جو بھی عربی ملک یوم آزادی کا تہوار مناتا ہے تو وہ اپنے اسی عقیدے کا اعلان کر رہا ہوتا ہے جس کی تفصیل آپ پڑھ آئے ہیں۔

بنابریں یہ تہوار اسی حکم میں ہے جو نبی علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں جاہلی تہواروں پر صادق آتا تھا۔ یوم آزادی کے تہوار کو (عیدین پر قیاس کرنے کی بجائے) عام اجتماع پر قیاس کرنا سراسر غلط ہے۔ عام اجتماعات کسی فلسفے یا عقیدے کے احیاء کے لیے نہیں ہوا کرتے۔ علاوہ ازیں یوم آزادی جاہلی تہواروں سے ایک اور مناسبت بھی رکھتا ہے۔ عہد جاہلیت میں تہوار اہل کتاب نے وضع کیے تھے اور یوم آزادی منانے کا فلسفہ اور رواج بھی اہل کتاب نے وضع کیا ہے۔ یہ من وعن جاہلی تہوار سے مشابہ ہونے کی ایک اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہود و نصاریٰ کے وضع کردہ تہوار منانا کسی دوسرے جیسے مکہ کے بت پرستوں کے تہوار تھے سے زیادہ شدید ہے' اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے ہمیں متنبہ کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہرگز اختیار نہ کرنا' اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مسلمانوں کا ایک گروہ ضرور ایسے کام کرے گا جو یہود و نصاریٰ نے وضع کیے ہوں گے۔اس کی علت بیان کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ''مکہ کے بت پرست اپنے تہوار خود ہی ترک کرنے والے تھے جبکہ اہل کتاب اپنے وضع کردہ طریقوں کی پشت پناہی کرنے کے لیے موجود رہیں گے۔''

یوم آزادی کا تہوار اہل کتاب کے سابقہ تہواروں سے زیادہ شدید اور باعث عقاب ہے۔اس لیے کہ خود اہل کتاب کی تحریف شدہ کتابوں (تورات اور انجیل) میں ایسے کسی تہوار کے منانے کی ترغیب نہیں ہے درآں حالیکہ قومی تہوار اہل کتاب کے بھی بدعقیدہ گمراہ کاروں کا وضع کردہ تہوار ہے۔ پھر ایسے تہوار منانے کے لیے انہوں نے مسلمانوں کو دعوت دی جس کے جواب میں مسلمانوں میں سے ان لوگوں نے اہل کتاب کی یہ دعوت قبول کر لی جن پر نبی علیہ السلام کا یہ قول صادق آتا تھا: **دعاةٌ الی اَبوابِ جهنّم**.....

''دوزخ کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والے بہت سے ہوں گے' جو ان کی دعوت پر لبیک کہے گا اسے وہ دوزخ (کی اتھاہ گہرائیوں) میں جھونک دیں گے۔'' (رواہ الامام البخاری) پس ہمارے ہاں ان کے پیچھے چلنے والے ایسے ایسے پیدا ہوئے کہ جن کا طرز عمل ہو بہو اہل کتاب کے گمراہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی طرح ہے۔ مسلمانوں کے علاقوں میں اس دین خبیث کو نافذ کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ وطنیت کا نظریہ امت کی بیداری میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے جس کی وجہ سے مسلمان اپنے عدو کے خلاف اجتماعی قوت حاصل نہیں کر پا رہے ہیں۔

عالم اسلام میں وطنیت کا بت اس نئے دین (معاشرتی رویے) کو رواج دینے کے لیے تراشا گیا ہے۔ یوم آزادی کے تہوار میں اس نئے دین کو جشن کے ذریعے منایا جاتا ہے' اس دن وہ امت سے الگ ہو کر کسی جغرافیائی بنیاد پر اپنی خود انحصاری پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں' اسلام کی بجائے وطن کی عصبیت باہمی رشتے کی بنیاد قرار پاتی ہے اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی جمعت کو پارہ پارہ کرنے والے دین کو اپنانے کا حکم اللہ نے نازل نہیں کیا ہے۔ تاہم ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ یوم آزادی کا تہوار منانے والا ہر شخص کافر ہو جاتا ہے۔ دراصل مسلمانوں میں سے اکثر مغالطے کا شکار ہیں' جسے شریعت کی اصطلاح میں 'جہل' کہتے ہیں۔ علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان جدید رجحانات سے پوری طرح واقف ہوں تاکہ وہ جب لوگوں کو تنبیہ کریں تو اس پر انہیں مطمئن کر سکیں۔

اس عید (تہوار) کی مشابہت عہد جاہلیت کے تہواروں سے کئی لحاظ سے ہے:

یوم آزادی کے روز ناچ گانا ہوتا ہے' ملک کے بڑوں کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے جو پرلے درجے کے ظالم تھے اور جنہوں نے ہمارے دین میں نئی شریعت کی آمیزش جیسا کفریہ کام کیا تھا اور جو اللہ کے دشمنوں کو عزیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھتے تھے۔

اس تہوار میں وطن اور اس کی خاک کی تقدیس کی جاتی ہے، وطن کا پرچم تعظیم کے لیے سر بلند کیا جاتا ہے' یہ بعینہ وہی ثقافت اور دین ہے جو عہد جاہلیت میں انصاب (پرچم کا استادہ ہونا) سے متعلق تھا۔ ناچ گانا، باجے، تالیاں' جیسے گائے کے پجاری گائے کی مورت کے گرد بھنگڑا ڈالتے ہیں۔ جاہلی تہواروں سے یوم آزادی منانے کی مشابہت بالکل واضح ہے۔

بخدا اس سے بڑھ کر بھی ایک مقام حیرت اور ہے: یوم آزادی مستعمر ملک سے آزادی پانے کی خوشی میں منایا جاتا ہے درآں حالیکہ ملک میں اسلامی شریعت کی بجائے مستعمر کے وضع کردہ قوانین چل رہے ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی قوانین کی پاسداری میں بھی یہ ممالک اپنے مستعمر کے ساتھ ہم آواز ہوتے ہیں۔ جس استعماری ملک سے نجات پانے کی خوشی میں یوم آزادی منایا جاتا ہے وہی استعماری ملک مسلمانوں کے کسی اور خطہ پر ہنوز قابض ہوتا ہے پھر بھی یہ جغرافیائی وحدت اس سے تغافل کرتے ہوئے اپنی آزادی کا جشن منا رہی ہوتی ہے۔

کیا مسلمانوں کے تمام علاقے ایک ہی ملک کی طرح نہیں ہوا کرتے۔ کسی ملک میں کفار کا قبضہ تمام مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے! کیا یہ امت ایک ہی امت نہیں' کیا ہم سب کا دین دین اسلام نہیں!

بنابریں یوم آزادی کا تہوار جاہلی تہواروں کی طرح ایک تہوار (عید) ہے۔ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسی کسی تقریب یا جشن میں شریک ہو۔ جس کسی نے ایسے تہوار منانے کو مباح قرار دیا ہے' اسے چاہیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ اپنے فتویٰ سے رجوع کرتے ہوئے اللہ سے توبہ و استغفار کرے۔ایسا فتویٰ ایک سنگین غلطی ہے اور ایک بڑی آفت۔

جہاں تک اس دلیل کا تعلق ہے کہ نبی علیہ السلام نے جن دو عیدوں کا تذکرہ کیا ہے وہ عبادت کی قسم سے ہیں نہ کہ اجتماعی محفلوں کی ممانعت سے، تو اسی حدیث میں ہمارے لیے دلیل ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے آئے تو وہاں کے لوگ سال میں دو مرتبہ اجتماعی خوشی (جشن) منایا کرتے تھے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دو دنوں کے بدلے میں اللہ نے تمہیں دو اور اجتماعی خوشیوں (عیدین) کی نعمت سے نوازا ہے۔ اس طرح مدینہ میں رواج پانے والے سابقہ تہواروں کو آپ علیہ السلام نے کالعدم قرار دے دیا تھا۔

(حامد بن عبداللہ احمد العلی)

❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جشن یوم آزادی؛ جاہلیت کی عید!!

سوال :......دنیا بھر میں مختلف ممالک سال میں اپنے وطن کے لیے ایک دن ایسا مقرر کرتے ہیں کہ جس میں ان کے عوام اور حکومت وطن کی کی آزادی کا دان مناتے ہوئے ملک کی تعظیم کرتی ہیں۔ اس دن کو ''وطن کا دن ''یا یوم آزادی کہا جاتا ہے۔ یہ دن ہر سال منایا جاتا ہے۔ سعودی عرب میں یہ دن پہلے نہیں منایا جاتا تھا لیکن اب یوم آزادی یہاں بھی ۲۳ ستمبر کو منایا جانے لگا ہے۔ اس دن کی تعظیم کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی شریعت کے اصول و مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے وضاحت فرمائیں۔ ہمارے ہاں بہت سے لوگ مختلف دلائل سے یوم آزادی کو منانے کا دفاع کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یوم آزادی منانے میں وطن اور اہل وطن کے لیے (شرعی) مصلحت پائی جاتی ہے۔

جواب :......الحمد لله رب العالمين وصلى الله على نبينا محمد وعلىٰ آله وصحبه أجمعين ، اما بعد !

صحابی رسول انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے سال میں اپنے لیے دو دن مقرر کر رکھے تھے جن میں وہ جشن منایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو دنوں کو ان سے بہتر دنوں سے بدل دیا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وہ دو دن یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر ہیں۔" (ابو داؤد)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اہل مدینہ نے جاہلیت کے دور میں خوشی منانے کے لیے دو دن مقرر کیے ہوئے تھے۔ گویا کہ یہ دن دور جاہلیت کی عیدیں تھیں۔ نبی ﷺ نے اللہ کی طرف سے نازل کردہ عیدوں کو جاری کرتے ہوئے ان تہواروں کو باطل قرار دیا۔ آپ ﷺ نے یہ واضح کیا کہ اللہ نے انہیں اسلام کی عیدیں عطا کرتے ہوئے جاہلیت کی عیدوں سے مستغنی کر دیا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے جاہلیت کی ان عیدوں کو ترک کر دیا اور انہیں مکمل طور پر فراموش کر دیا یہاں تک کہ اسلام میں ان کا کوئی ذکر باقی نہ رہا۔ اسی طریقہ پر صحابہ کے بعد تابعین، تبع تابعین اور ان کی اتباع کرنے والے چلتے رہے۔ وہ کسی دن اور مہینے کی تعظیم نہیں کرتے تھے سوائے اُس دن اور مہینے کے کہ جس کو اللہ نے عظیم قرار دیا ہے۔ اسی طرح انہوں شریعت کی عیدوں سے ہٹ کر اپنے لیے کسی دن کو خوشی کا دن مقرر نہیں کیا۔

خیر القرون کے گزر جانے کے بعد بعض مسلمان کفار کی عیدوں میں ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے کفار کی عیدوں کی تعظیم اور ان کے ایام منانا شروع کر دیے۔ یہاں تک کہ کفار کی مشابہت میں نئی عیدیں ایجاد کر لیں۔ اس کی ایک مثال عید میلاد النبی ہے جسے عیسائیوں کی پیروی میں بہت سے اسلامی ملکوں میں منایا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں کفار کی ثقافتوں میں سے ایک ثقافت ہے کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ پیش آنے والے ہر واقعہ کی نسبت سے ایک دن مقرر کرتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس میں وہ اس واقعہ کی یاد مناتے ہیں۔ چاہے وہ واقعہ خوشی کا ہو یا غم کا، جیسے رافضہ نے یوم عاشورہ کو حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے غم والم کا دن بنالیا ہے۔

اسی طرح سے کفار جن عیدوں کو مناتے ہیں ان میں سے کچھ عیدیں وہ ہیں کہ جو نظریاتی ہیں۔ جیسے ویلنٹائن ڈے، ہیپی نیو ایر وغیرہ۔ آج مسلمان ان عیدوں میں کفار کی مشابہت کرنے لگے ہیں۔ اور انہوں نے ان کی عیدوں میں ان کے ساتھ شمولیت اختیار کرنا شروع کر دی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر انہوں نے کفار کے راستوں پر چلتے ہوئے اپنے لیے نئی عیدیں منانا شروع کر دی ہیں۔

''وطن کا دن'' منانا درحقیقت عید منانا ہی ہے کیونکہ عید کہتے ہی اس دن کو ہیں کہ جو ہر سال لوٹ کر آتا ہے اور جسے بار بار منایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ دن درحقیقت عید ہے۔۔ ایسے ہی تہواروں میں سے ایک ''وطن کا دن'' بھی ہے۔ پس اس دن کو منانا، اس کی تعظیم کرنا، اس دن میں خوشی منانا اور اس دن کے ذریعے خوشی کا اظہار کرنا، اسی طرح اس دن چند مخصوص کام کرنا، نئے کپڑے پہننا اور اسی طرح اس دن لوگوں کا اپنے کاموں سے فارغ رہتے ہوئے تعطیل کرنا اور پھر (حکومت کا) اس تعطیل کو اداروں اور کمپنیوں کے لیے ضروری قرار دینا اور جو نجی ادارہ اس دن تعطیل نہ کرے اس سے باز پرس کرنا یہ سب کھلم کھلا کفار کی مشابہت ہے۔ جس کے حرام ہونے پر شریعت کی نصوص اور اس کے اصول و مقاصد دلالت کرتے ہیں۔ یہ جاہلیت کی قدیم و جدید عیدوں کی طرح نئی عید کا اختراع کرنا ہے۔ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ ان دنوں میں کئی اور مفاسد بھی پائے جاتے ہیں۔ ان دنوں کو منانے سے مسلمانوں کو بہت خسارہ اٹھانا پڑتا ہے جبکہ نجی اداروں اور کمپنیوں کو بھی خسارہ اٹھانا پڑتا ہے جو ظلم ہے۔

چنانچہ سعودی عرب کے علماء نے پہلے ہی سے ان جاہلی عیدوں کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ ان علماء کرام میں شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سابق مفتی سعودی عرب بھی شامل ہیں۔ ان کے مطبوعہ فتاویٰ میں ''عید الوطنی'' کے نام سے ایک رسالہ موجود ہے جس میں انہوں نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی خصوصیات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

> ''ان دو شرعی عیدوں کے علاوہ مسلمانوں کے لیے سال میں کسی تیسرے دن کو متعین کرنے میں بہت سے شرعی مخالفتیں پائی جاتی ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

☆ ایسا کرنے میں شرعی عیدوں کی مخالفت اور ان سے برابری کرنا پایا جاتا ہے۔

☆ ان غیر مشروع عیدوں کو منانے میں اہل کتاب اور ان کے علاوہ دیگر کفار کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے جس کا حرام ہونا کتاب وسنت کے قطعی دلائل و براہین کی روشنی میں معلوم ہے۔

☆ وطن کے لیے دن مقرر کرنا فارس (موجودہ ایران) کے ان مجوسیوں کے ساتھ مشابہت ہے کہ جنہوں نے اپنے لیے 'نوروز' کا دن مقرر کر رکھا ہے۔

پس اس دن کو متعین کرنا، اسے منانا اور اسکی تعظیم کرنا مجوسیوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ خاص مشابہت ہے جو کہ اس کے حرام ہونے پر زیادہ واضح دلیل ہے۔

(فتاویٰ محمد بن ابراہیم: ج:3، صفحہ نمبر 107)

اسی طرح سعودی عرب کے دار الافتاء' لجنة الدائمه' کے فتاویٰ میں شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور شیخ عبدالرزاق عفیفی رحمہما اللہ کا یہ فتویٰ موجود ہے کہ:

''وطن کا دن منانا کفار کی مشابہت میں سے ہے۔''

(فتاویٰ لجنة الدائمة: ج:3 صفحہ نمبر:89)

آخر میں ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے حکمرانوں کو اس برائی سے رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح ہم اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کے حالات کی اصلاح کرنے کی دعا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم پر ایسے لوگوں کو مقرر فرمائے کہ جو اللہ کے حکم کو نافذ کرنے والے اور اس کی شریعت کو قائم کرنے والے ہوں۔

(25 شوال 1429 ہجری کو یہ فتویٰ لکھا جا رہا ہے)

اس فتویٰ کو صادر کرنے والے علماء کرام درج ذیل ہیں:

الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک (سابق استاد امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ عبداللہ بن حمود التویجری (سابق رئیس قسم السنہ جامعہ امام)

الشیخ عبدالرحمٰن بن صالح الحمود (استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ ناصر بن سلیمان العمر (سابق استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ عبدالعزیز بن محمد آل عبداللطیف (استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ عبداللہ بن محمد الغنیمان (سابق استاد جامعہ اسلامیہ، مدرس مسجد نبوی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ محمد بن ناصر السحیبانی (سابق استاد جامعہ اسلامیہ)

الشیخ علی بن سعید الغامدی (سابق استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ سعد بن عبداللہ الحمید (استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد (سابق مدرس وزارۃ تربیہ وتعلیم)

❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک
(سابق استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ حامد بن عبداللہ احمد العلی
(استاد کلیہ تربیہ وخطیب مسجد ضاحیہ، کویت)

جشن یوم آزادی؛ جاھلیت کی عید!

(25 شوال 1429 ہجری کو اس فتویٰ کو صادر کرنے والے علماء کرام درج ذیل ہیں:)

الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک (سابق استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ عبداللہ بن حمود التویجری (سابق رئیس قسم السنۃ جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ عبدالرحمٰن بن صالح الحمود (استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ عبداللہ بن محمد الغنیمان (سابق استاد جامعہ اسلامیہ مدینہ، مسجد نبوی)

الشیخ ناصر بن سلیمان العمر (سابق استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ عبدالعزیز بن محمد آل عبداللطیف (استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ محمد بن ناصر السحیبانی (سابق استاد جامعہ اسلامیہ)

الشیخ علی بن سعید الغامدی (سابق استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)

الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد (سابق مدرس وزارۃ تربیہ وتعلیم)

الشیخ سعد بن عبداللہ الحمید (استاد جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ)